حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ

٣٩٢ھ --- ٤٦٣ھ

(١)

عبدالرشید عراقی

حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی شہرت، مقبولیت اور علم و فضل میں عظمت و برتری ایک طرف تو ان کی حدیث میں تبحر اور دوسری طرف ان کی مشہور تصنیف تاریخ بغداد ہے۔ حدیث میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن کی وجہ سے آپ کی شہرت و مقبولیت میں اضافہ ہوا۔

ولادت و وطن

حافظ ابوبکر خطیب رحمہ اللہ عراق کے قصبہ درزیحان میں ٢٤ جمادی الثانی ٣٩٢ھ کو پیدا ہوئے۔ (معجم البلدان ج ٤ ص ٥٣) اور ان کی نشوونما دنیائے اسلام کے مشہور شہر بغداد میں ہوئی۔ اس لئے بغدادی ان کے نام کا لاحقہ ہو گیا۔

اساتذہ و تلامذہ

حافظ خطیب نے جن اساتذہ کرام سے تحصیل علم کی اور جن علمائے کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔ ان کی مکمل فہرست علامہ سبکی (م ٧٧١ھ) نے طبقات الشافعیہ میں اور حافظ ذہبی (م ٧٤٨ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں درج کی ہے۔ (طبقات الشافعیہ ج ٣ ص ١٢۔ تذکرہ الحفاظ ج ٣ ص ٣٣١)

رحلت و سفر

خطیب ۲۰ سال تک بغداد کے علمائے کرام سے تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس کے بعد تحصیل علم کے لئے بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، ہمدان، رے، مکہ مدینہ وغیرہ تشریف لے گئے اور ہر جگہ کے اساطین علم و فن سے استفادہ کیا۔(تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۳۶۔ المنتظم ج ۸ ص ۲۶۷)

حدیث میں خطیب کا مرتبہ

یوں تو خطیب تمام جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، ادب، عربیت، نعت، اسماء الرجال اور جرح و تعدیل کے امام تھے۔ لیکن حدیث میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ محدثین کرام اور ائمہ فن نے حدیث میں ان کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے۔ اور علمائے کرام اور ائمہ فن اور اصحاب سیر و رجال کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

"خطیب علم حدیث و رجال میں بہت ممتاز تھے۔ حدیث رسول کی معرفت، حفظ و ضبط، اتقان اور فنون علل و اسناد، صحیح و غریب فرد و منکر اور سقیم وغیرہ، معتبر روایات کی شناخت اور تمیز میں وہ آخری اور نامور محدث تھے۔" (طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۲۳)

علمائے فن اور ارباب سیر نے حافظ ابن عبدالبر قرطبی (م ۴۶۳ھ) کو حافظ مغرب لکھا ہے اور حافظ خطیب بغدادی کو حافظ مشرق لکھا ہے۔ (المنتظم ج ۸ ص ۲۶۸)

حافظ خطیب بغدادی کی حدیث میں عظمت اور فضل و کمال کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ جرح و تعدیل کے امام تھے۔ احادیث کی شناخت اور تمیز میں ماہر تھے۔ آپ نے حدیث کے تمام علوم پر بیش قیمت کتابیں تصنیف کی ہیں۔ حدیث میں ان کی غیر معمولی بصیرت، گہری تحقیق اور وسیع نظر کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

ایک دفعہ کچھ یہودیوں نے جو خیبر میں رہتے تھے اور حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں شام کے اطراف و جوانب میں آباد ہو گئے تھے۔ خلیفہ کے سامنے ایک خط پیش کیا اور کہا کہ یہ خط آپ کے پیغمبر ﷺ کا ہے جس کو حضرت علی بن ابی طالبؓ نے لکھا ہے اس پر آنحضرت ﷺ کی مہر اور بعض صحابہ کرامؓ کی شہادتیں ثبت تھیں۔ اور خط کا مضمون یہ تھا کہ ہم نے یہود کے فلاں فلاں قبیلے سے جزیہ معاف کر دیا ہے۔ خلیفہ نے اس خط کی اصلیت کا پتہ لگانے کے لئے خطیب کے پاس بھیج دیا۔ اس خط پر حضرت امیر معاویہؓ اور سعد بن معاذؓ کی گواہیاں تھیں۔ خطیب نے خط پڑھ کر فرمایا یہ خط جعلی ہے۔ اس لئے کہ فتح خیبر کے وقت حضرت معاویہؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت سعد بن معاذ جنگ خندق میں زخمی ہوئے۔ اور ان کی وفات غزوہ بنی قریظہ کے قریبی زمانہ میں ہوئی تھی۔ اس لئے وہ فتح خیبر کے وقت زندہ ہی نہ تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۴۷۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۱۳۔ المنتظم ج ۸ ص ۲۶۸۔ تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۶۔ کتاب الانساب ورق ۲۰۴۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۱۰۱، مقدمہ ابن صلاح ص ۱۹۲۔ بستان المحدثین ص ۷۳)

تاریخ میں کمال

حدیث کی طرح تاریخ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا اور تاریخ میں ان کے فضل و کمال کی شاہد ان کی تصنیفات ہیں ائمہ فن اور ارباب سیر نے ان کو بلند پایہ مؤرخ بھی لکھا ہے۔ حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) تاریخ میں ان کے فضل و کمال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خطیب ان لوگوں میں تھے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ

مازلت قداب فی التاریخ مجتهدا حتی رایتک فی التاریخ مکتوبا۔ (البدایہ والنہایہ ج۱۲ ص۱۰۲)

شعر و ادب

حافظ خطیب اسلامی علوم میں یکتائے روزگار تھے۔ شعر و ادب سے بھی خاصا لگاؤ تھا۔ شعر و ادب کے بڑے عارف تھے۔ اور اس پر ان کی نظر اچھی تھی۔ لغت و اعراب کے فن سے پوری واقفیت تھی۔ شعر و ادب کے بڑے واقف کار تھے۔ خود بھی شعر کہتے تھے۔ ان کے اشعار عربی ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں ارباب سیر اور ائمہ فن نے اپنی کتابوں میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔ ان کے دو شعر ہیں۔

ان کنت تبغی الرّشاد محضا
لامر دنیاک والمعاد
فخالف النفس فی هواها
ان الهوٰی جامع الفساد

(المنتظم ج۸ ص۲۶۷)

ترجمہ:۔ اگر دنیا و عقبیٰ کے معاملہ میں خالص ہدایت کے طلبگار ہو۔ تو ہوائے نفس کی مخالفت کرو، کیونکہ یہ مفاسد اور برائیوں کا سرچشمہ ہے۔

فضل و کمال

علمی حیثیت سے حافظ ابوبکر خطیب کا پایہ بہت بلند تھا۔ علمائے فن اور ارباب سیر نے ان کے فضل و کمال، وقار و متانت اور زہد و ورع کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ سمعانی (م ۵۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ

"خطیب فنون حدیث میں مسلّم امام عصر تھے۔ حافظ دہر تھے۔ انہوں نے اپنی مقبولیت کے لئے بیت اللہ میں زمزم کا پانی پی کر دعا کی تھی۔ ان کی یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ بغداد میں کسی کو ان کے سامنے پیش کئے بغیر حدیث بیان کرنے کی اجازت نہ تھی۔ (کتاب الانساب ورق ۲۰۴)

اور علامہ سمعانی نے (م ۵۶۲ھ) یہ بھی لکھا ہے کہ

"خطیب ذی ہیبت، باوقار، پرعظمت اور ثقہ و سنجیدہ آدمی تھے۔(ایضاً ص ۲۰۴)

اور زھد و ورع اور تقویٰ و طہارت میں بھی خطیب بہت بلند تھے۔ انفاق فی سبیل اللہ کا ذوق بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ درس و تدریس اور تصنیف تالیف سے جو وقت بچتا وہ عبادت اور تلاوت قرآن میں بسر ہوتا۔ مستجاب الدعوات تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۳۴)

فقہی مسلک

حافظ ابوبکر خطیب شافعی المسلک تھے۔ ان کا شمار شافعیہ کے ائمہ اکابر میں ہوتا ہے اور اپنے مسلک میں بہت بلند تھے۔ (ایضاً ج ۳ ص ۳۳۴)۔ لیکن عقائد میں امام ابوالحسن اشعری (م ۳۲۴ھ) کے ہمنوا تھے۔ حافظ ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ

وکان یذھب فی الکلام الی مذھب ابی الحسن الا شعری(تبیین کذب المفتری ص ۲۷۱)

وہ کلام و عقیدہ میں مذہب اشعری پر کاربند تھے۔

ابتلاء و آزمائش

امام ابوبکر خطیب کے زمانہ میں اسلامی ممالک خصوصاً بغداد میں سخت خلفشار اور ہیجان برپا تھا۔ ایک طرف شیعہ سنی تصادم تھا۔ دوسری طرف فقہی مذاہب کے باہمی اختلافات نے ملت اسلامی کا شیرازہ درہم برہم کر دیا تھا۔ حکومت بھی افتراق و انتشار کا شکار تھی۔ خطیب اپنے علم و فضل کی وجہ سے اعیان حکومت کی نظر میں بھی معتبر اور لائق ستائش تھے۔ اس لئے آپ کو ابتلاو محن کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ اپنے فقہی مسلک میں بہت متشدد تھے۔ شافعی المذہب تھے۔ متکلمین اور اشاعرہ سے بھی تعلق تھے۔ اس لئے آپ ابتلاء و محن کا شکار ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۳۳۶۔ طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۵۷۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۱۰۲)

وفات

حافظ ابوبکر خطیب نے ذی الحجہ ۴۶۳ھ ۷۱ سال کی عمر میں بغداد میں انتقال کیا۔ ان کے جنازہ میں ان کے استاد اور مشہور شافعی فقیہہ ابواسحاق شیرازی (م۴۷۶ھ) بھی شامل تھے۔ جنازہ میں خلقت کثیر شامل تھی اور ایک جماعت یہ اعلان کر رہی تھیں۔

هذا الذى كان يذب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ هذاالذى كان ينفى الكذب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ هذا الذى كان يحفظ حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (تاريخ ابن خلكان ج۱ ص۲۶۔ تبيين كذب المفترى ص۲۶۹)

یہ اسی شخص کا جنازہ ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے سینہ سپر ہو کر آپ کی طرف سے کذب و افتراء کی تردید کرتا تھا۔ اور آپ کی حدیثوں کو یاد کرتا تھا۔

حلیہ

خطیب بڑے وجیہ شکل تھے۔

علامہ سمعانی (م۵۶۲ھ) لکھتے ہیں۔

وكان فى درجة الكمال والرتبة خلقا و خلقا وهيئة و منظراً۔ (كتاب الانساب ورق۲۰۲)

وہ خلق و خلقت (صورت و سیرت) اور ہیئت و منظر ہر اعتبار سے نہایت کامل تھے۔

تصنیفات

حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے ایک سو کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ آپ

کی زیادہ کتابیں حدیث اور متعلقات حدیث سے متعلق ہیں۔

حافظ ابن جوزی (م۵۹۵ھ) لکھتے ہیں کہ

خطیب کی کتابیں فنون حدیث سے متعلق گوناگوں مسائل و مباحث اور مفید و متنوع معلومات پر مشتمل ہیں۔ ان میں ادب و انشاء حسن تحریر، سلاست و روانی اور طرز ادا اور طریقہ بیان کی دلکشی بھی ہے جو شخص ان کا مطالعہ کرے گا۔ وہ خطیب کی عظمت اور عدیم المثال کارناموں کا اعتراف کرے گا۔ (المنتظم ج۸ ص۲۶۶)

حافظ ابن جوزی نے المنتظم میں خطیب کی ۳۷ کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ حاجی خلیفہ مصطفیٰ (م۱۰۶۸ھ) نے کشف الظنون اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م۱۲۳۹ھ) نے بستان المحدثین میں خطیب کی کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ (کشف الظنون ج۱ ص۳۸۶، ۵۳۴ ج۲ ص۲۷۶ بستان المحدثین ص۶۵)

مختصر تعارف تاریخ بغداد

یہ خطیب کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب سے خطیب کی شہرت و مقبولیت میں بہت اضافہ ہوا۔ علامہ ابن خلکان (م۶۸۱ھ) نے لکھا ہے کہ اگر خطیب کی دوسری تصانیف نہ ہوتیں۔ تو تنہا یہ کتاب ان کی مقبولیت و شہرت و عظمت کے لئے کافی تھی۔ (تاریخ ابن خلکان ج۱ ص۴۷)

تاریخ بغداد کے مطالعہ سے خطیب کے علمی تبحر اور تاریخ میں ان کے علم و فضل کا اندازہ ہوتا ہے۔ بغداد کی تاریخ پر اور کئی ائمہ فن نے کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن جو مقبولیت و شہرت حافظ خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد کو ملی۔ وہ کسی اور کے

حصہ میں نہیں آئی۔ خطیب اپنی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"یہ کتاب مدینتہ السلام (بغداد) کی تاریخ ہے۔ اس میں اس کی آبادی اور تعمیر کا ذکر اور یہاں کے مشاہیر و اعیان اور واردین علماء و فضلاء کا تذکرہ ہے"۔ (تاریخ بغداد ج۱ ص ۳)

صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ مصطفی (م۱۰۶۸ھ) تاریخ بغداد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"تاریخ بغداد میں محدثین کے انداز و طریقہ کے مطابق بغداد کے رجال و واردین کا تذکرہ ہے۔ اور اس کے علاوہ اس میں بے شمار، علمی دقائق اور مجتہدانہ مباحث بھی شامل ہیں۔ اس لئے یہ کتاب بہت عظیم اور پر منفعت ہے"۔ (کشف الظنون ج۱ ص ۲۲۱)

تاریخ بغداد میں ۷۸۳۱ مشاہیر و رجال کا تذکرہ ہے۔ یہ پہلی بار مصر سے ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء میں ۱۴ جلدوں پر شائع ہوئی۔ صفحات کی مجموعی تعداد ۶۷۹۱ ہے۔ اس میں فہرست کے صفحات بھی شامل ہیں۔

تاریخ بغداد پر مولانا حبیب الرحمان خاں شروانی (م۱۹۵۰ء) نے معارف اعظم گڑھ کے کئی نمبروں میں ایک جامع، پرمغز اور مبسوط اور معلومات افزا تبصرہ لکھا۔ جو بعد میں ۲۰ بڑے صفحات پر کتابی صورت میں شائع ہوا۔

مولانا شروانی نے پہلے خطیب کے مختصر اور جامع حالات لکھے۔ اس کے بعد تاریخ بغداد کی خصوصیات اور اس کے مندرجات و مشمولات کا تعارف کرایا۔ مولانا شروانی مرحوم لکھتے ہیں کہ

"تاریخ بغداد جس طرح بہترین زمانے کی تاریخ ہے۔ اسی طرح طرز بیان کے

لحاظ سے مسلمان مورخین کی تصنیف کا ایک اعلیٰ نمونہ الفاظ بقدر معانی استعمال کئے ہیں۔ عبارت آرائی، مدحت طرازی کا نام نہیں۔ بیان صاف اور متین ہے۔ جرح و تعدیل دونوں بے لاگ ہیں۔ اگرچہ بعض معرکۃ الاراء مقامات میں قوت فیصلہ کی کمی نمایاں ہے۔ محدثانہ روایات ہیں۔ ادبانہ مبالغہ، منطقیانہ تذبذب پاس نہیں۔"
(صدر یار جنگ مطبوعہ کراچی ص۳۴۵)

بقیہ:- اخبار الجامعۃ

حافظ شریف اللہ شاہد نے دوسری اور عبدالرحمن نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔
اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں مزید برکت فرمائے۔ آمین

بقیہ: لغات الحدیث

والسین المشدد المکسورۃ بولتے ہیں تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے۔ لیکن
ولیس ما ادعوہ بشیٔ و کلاھما مسیح مفتوح المیم خفیفۃ السین۔ (اصلاح ص۳۶)
لہذا اس کلمۃ کی ادائیگی ایک ہی طرح ہو گی خواہ مراد عیسیٰ علیہ التحیہ والسلام ہوں یا کوئی اور یعنی میم مفتوح اور سین مکسور مخفف۔